انسانی مساوات اور اسلامی تعلیمات ___ تحقیقی جائزہ

ڈاکٹر شیر علی☆

Abstract:

"Human being is superior to any other creature by birth and by status. Allah almighty, the creator of the whole universe has decided that all the poeple of human race are equal to each other without any distinction of colour, race and tongue etc. No one has the right to exploit any other person on the basis of colour & race or any other self created standard. Islam, being the religion of Allah presents a comprehensive concept of human equality for the betterment of society. The following short essay throws light on the topic based on Islamic teachings."

اِنسان اشرف المخلوقات ہے۔ ''لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔''(۱)

اس نسبت سے بنی نوع انسان کا مقام و مرتبہ امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ اس مقام و مرتبے کے مطابق نسل انسانی میں ایک فطری مساوات پائی جاتی ہے کہ رنگ و نسل اور جغرافیائی حدود و قیود کے باوجود سب لوگ آپس میں برابر ہیں۔ ان کے حقوق و فرائض برابر ہیں۔ رنگ و نسل کے فرق سے کسی کے انسانی مرتبے میں فرق نہ آتا۔ رنگ و نسل اور قبیلہ وغیرہ فضیلت کا معیار نہیں۔ اس بات کو سب سے زیادہ جامع انداز مین دین اسلام نے پیش کیا اور چودہ صدیوں سے نسلِ انسانی اس کے ثمرات حاصل کر رہی ہے۔ ارشاد فرمایا گیا:

''یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ''(۲)

دینِ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو جہالت کی تاریکی سے نکال کر زندگی کا صحیح تصور دیا۔ تاریخ کے بغور مطالعہ سے پتہ چلاتا ہے کہ اسلام نے معاشرے کے پسے ہوئے طبقات کو معاشرتی اُونچ نیچ سے نجات دلائی اور وحدتِ نسلِ انسانی کا راستہ دکھایا۔

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اسلامیات، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

اسلام نے خواتین کو معاشرے کا باوقار فرد اور جزو قرار دے کر معاشرے میں پائی جانے والی گھٹن اور تنگ نظری کو ختم کیا۔ عبادات کے ثواب سے لے کر محنت کے اجر تک مرد و زن میں مساوات پیدا کر دی۔

''وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ''(۳)

ترجمہ: (اور جو کوئی نیک عمل کرے گا مرد ہو یا عورت اور ایمان والا ہوگا تو یہی لوگ ہیں جن کو جنت میں داخل کیا جائے گا اور بے حساب رزق دیا جائے گا)

''مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ''(۴)

ترجمہ: (اور ایمان والے مرد ہوں یا عورتیں ان میں سے جو کوئی بھی نیک عمل کرے گا تو ہم اسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ان کے اچھے اعمال کے بدلے ان کو اجر دیں گے)

اس کے علاوہ اسلام میں خواتین کو حق ملکیت، حق وراثت اور حقِ اظہار رائے کے ساتھ ساتھ شادی کے لیے رضامندی اور عدم رضامندی کے اظہار کا بھی پورا اختیار ہے۔ گویا مغرب کے جو یہ زعم ہے کہ روشن خیالی نسوانی آزادی سے ظاہر ہوتی ہے تو یہ غلط ہے۔ اسلام نے نسوانی بے لگام آزادی کی بجائے حقوقِ نسواں عطا کیے قرآن میں اس کی بے شمار مثالیں ہیں۔

''لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ''(۵)

ترجمہ: (مردوں کے لیے ان کی کمائی کی حصہ اور عورتوں کے لیے ان کی کمائی کا حصہ ہے)

وراثت میں مردوں اور عورتوں کے حقوق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا:

''لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا''(۶)

گویا اسلام نے معاشرے میں عورت کی عزت اور اس کے سماجی، معاشی، قانونی، عائلی اور اخلاقی حقوق کا تعین و تحفظ کر کے انسانی معاشرے کو نئی زندگی بخشی۔

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

'' مرد اور عورت اپنے نقطۂ آغاز، اپنی جائے قرار اور اپنے انجام کے لحاظ سے ایک دوسرے کے ہم پلہ ہیں اور یکساں اور مساوی حقوق کے حقدار ہیں۔ اسلام نے عورت کی ذات کو محترم قرار دیا اور عورت کو مردوں کی طرح جان، آبرو اور مال و جائداد کے حقوق دیے۔ اِسی لیے موجودہ قوانین میں عورت اور مرد دونوں مساوی ہیں۔''(۷)

قدیم زمانے کی ترقی یافتہ اقوام میں غلامی کا رجحان تھا۔ مختلف مذاہب میں غلامی کی کم و بیش پندرہ اقسام پائی جاتی تھیں جن کے کوئی انسانی حقوق تسلیم نہیں کیے جاتے تھے بلکہ جانوروں سے بدتر

سلوک روا رکھا جاتا تھا۔

معاشرے کے اس طبقے کے حقوق اور مقام کو بحال کرنے میں اسلام نے نہایت اہم کردار ادا کیا اور سب سے پہلے ان کے ساتھ انسانی سلوک اختیار کرنے کی تعلیم دی۔ اس کے ساتھ ساتھ غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب کے نتیجہ میں کئی مالدار صحابہؓ نے غلام خرید خرید کر آزاد کیے۔ اس کے ذریعے تحفظ اور احترام کے احساس کے تحت غلامی کے ذلت آمیز رجحان میں بتدریج کمی آتی گئی۔ مغرب کو اس بات کا اعتراف ہے مگر وہ پھر بھی اسلام پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ غلامی کے انسداد میں ناکام رہا ہے۔

انسائیکلو پیڈیا بری ٹینیکا کے مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ:

"Muhammad found slavery well estaplished in Arabia when he began to preach the new religion in the first years of 7th century. His attitude towards it as revealed in the Quran was similar to that of the christian churches. He did not condemn slavery but taught that slaves should be treated with humanity and that the liberation of a slave was a pious and meritorious act."[۸]

ترجمہ: (محمد ﷺ نے ساتویں صدی عیسوی کے اولین برسوں میں جب ایک نئے مذہب کی تبلیغ شروع کی تو آپ ﷺ نے عرب کے اندر غلامی کو بہت مضبوط شکل میں پایا۔ غلامی کے بارے میں قرآنی وحی کے مطابق آپ کا رویہ عیسائیت جیسا تھا۔ آپ نے غلامی کی مذمت نہ کی بلکہ یہ تعلیم دی کہ غلاموں کے ساتھ انسانوں جیسا سلوک کیا جائے اور یہ کہ غلام آزاد کرنا ایک نیک اور قابل ثواب عمل ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے غلامی کے انسداد کے لیے جو کچھ کیا وہ اس سے پہلے کسی نے نہ کیا تھا۔ اسلام ہی کی بدولت غلاموں کو پہلی مرتبہ انسانی حقوق ملے اور یہ فخر بھی تاریخ اسلام ہی کا ہے کہ برصغیر عرصہ دراز تک خاندانِ غلاماں برسر اقتدار رہا۔

مساوات انسانی کے حوالے سے اہم ترین بات لوگوں کے انسانی حقوق کی بحالی اور ان کا احترام ہے۔

اسلام میں بنیادی حقوق کا تصور اتنا قدیم ہے جتنا انسان کا وجود۔ خالقِ حقیقی نے جس طرح اس کی طبعی زندگی کے لیے ہر طرح کے اسباب فراہم کیے اُسی طرح اس کی معاشرتی زندگی کے لیے ضابطہ بھی آغازِ زندگی کے ساتھ ہی عطا کر دیا تھا۔ قرآن اس حقیقت کی شہادت دیتا ہے۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی اس بارے میں لکھتے ہیں:

''انسان کو اس دنیا میں بھیجنے اور منصب خلافت پر فائز کرنے سے پہلے اس کو حقوق وفرائض کا شعور عطا کر دیا گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو خدا، بندگانِ خدا اور دوسری

مخلوقاتِ خدا کے سلسلے میں حقوق وفرائض کا جو ضابطہ عطا کیا گیا تھا وہ انسانی زندگی کے مختلف ارتقائی مراحل میں وقت کے مسائل اور تقاضوں کے مطابق نئی تشریحات، توضیحات اور اضافی احکام کے ساتھ حضرت آدمؑ سے حضور ﷺ تک مبعوث ہونے والے انبیاء کرامؑ کے ذریعے انسانیت کو اپنی ہدایت کی تعلیم وتربیت کا سلسلہ مکمل ہو گیا۔''(۹)

یورپ کا دعویٰ ہے کہ بنیادی انسانی حقوق کے سلسلے میں انہوں نے اپنی جدوجہد اور کاوش سے چند صدیاں قبل جو کامیابی حاصل کی ہے اس سے پوری دنیا فیض یاب ہو رہی ہے لیکن قرآن جو حقیقت ہمارے سامنے پیش کر رہا ہے اس سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ آج جہاں کہیں بھی ان حقوق کی بازگشت سنائی دیتی ہے اس میں الہامی تعلیمات کا ہی پرتو ہے۔

قانونی لحاظ سے اسلام میں بنیادی حقوق کا تصور یہ ہے کہ عام شہری اور ریاست کے حکمران میں کوئی فرق نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نہ شہری کے حقوق حکمران کے مقرر کردہ ہیں اور نہ حکمران کے اختیارات شہری کے مقرر کردہ، بلکہ دونوں کے حقوق واختیارات کی حدود شریعت (قرآن وسنت) کی مقرر کردہ ہیں۔ محمد صلاح الدین کے بقول:

''قرآن نے فرد اور ریاست ہی کے درمیان نہیں بلکہ عقائد، عبادات، اخلاق، معاشرت، تمدن، معیشت، سیاست، عدالت، صلح وجنگ اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں پھیلے ہوئے بے شمار تعلقات کو اس طرح منضبط کر دیا ہے کہ ریاست کے لیے قانون سازی کی گنجائش بہت محدود رہ گئی ہے۔ بلکہ یہ شرط عائد کر دی گئی ہے کہ ہر قانون قرآن وسنت کے احکام اور ان کی روح کے مطابق ہوگا۔''(۱۰)

اخلاقی پہلو کے لحاظ سے اگر بنیادی انسانی حقوق کو دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان کا نفاذ باطنی کیفیت پر منحصر ہے۔ ان کے نفاذ کا معاملہ انسانی ضمیر پر چھوڑا گیا ہے۔ مثلاً مریضوں کی عیادت، حاجت مندوں کی اعانت، مہمانوں کی تواضع اور پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک وغیرہ۔ اس طرح کے حقوق کو بھی قانونی درجہ مل جاتا ہے کیونکہ ان پر بالآخر جزا وسزا مرتب ہوتی ہے۔ بقول محمد صلاح الدین:

''جن حقوق کو ہم اخلاقی کہتے ہیں وہ اخلاقی حقوق کی عام اصطلاح میں کتنا مختلف مفہوم اپنے اندر رکھتے ہیں۔''(۱۱)

اسلام میں حُسنِ اخلاق کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اچھے اور بُرے اخلاق کا فیصلہ کرنے والی ایک اتھارٹی ہے اور وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اتھارٹی ہے، ارشادِ ربانی ہے:

''اَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْكَ''(۱۲)

ترجمہ: (دوسروں کے ساتھ حسن سلوک کرو جس طرح اللہ نے تم پر احسان فرمایا)

دوسروں کے حقوق ادا کرنے کا تعلق حسن اخلاق سے ہے۔ بعثت محمدی ﷺ کا ایک بڑا مقصد

حسنِ اخلاق کی تکمیل اور ترویج ہے۔جس سے بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے کہ اسلام کس قدر مساواتِ انسانی سمیت تمام حقوق انسانی کا علمبردار ہے۔

اسلام نے جس قدر سچی اور کارآمد تعلیمات اس سلسلے میں پیش کی ہیں اس سے دوسرے تمام مذاہب عاری ہیں۔ان اخلاقی تعلیمات کے نفاذ میں جو کامیابی اسلام نے حاصل کی دوسری تہذیبیں اس میں پیچھے رہیں۔ ہر دور میں اسلام نے اپنی روشن تعلیمات کو عام کیا اور لوگوں کے ذہنوں کو حقیقی معنوں میں مثبت اور تعمیری سوچ عطا کی۔

□□□

حوالہ جات

۱۔ التین (۹۵)۴

۲۔ الحجرات (۴۹)۱۳

۳۔ المؤمن (۴۰)۴۰

۴۔ النحل (۱۶)۹۷

۵۔ النساء (۴)۷

۶۔ ایضاً (۴)۳۲

۷۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، مولانا، پردہ، لاہور، اسلامک پبلی کیشنز، ص ۱۲۶

8. Encyclopaedia Britannica, The University of Chicago, 16/858

۹۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، مولانا، اسلامی نظامِ زندگی اور اس کے بنیادی تصورات، لاہور، اسلامک پبلی کیشنز، ۱۹۹۳ء، ص ۲۴

۱۰۔ صلاح الدین، محمد، بنیادی حقوق، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن جنوری ۱۹۹۸ء، ص ۲۳

۱۱۔ ایضاً، ص ۱۴۴

۱۲۔ القصص (۲۸)۷۷

□□□